Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
ISSN: 3006-2225 (Print), 3006-2233 (Online)
Volume 04, Issue 01, January-June 2026.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

اسلامی مصادر کے بارے میں مستشرقین کی علمی تحقیقات کا تنقیدی جائزہ

Islamic Sources in Orientalist Scholarship: A Critical Review

Prof. (r) Dr. Muhammad Idrees Lodhi
Former Chairman, Department of Islamic Studies & Director, Seerat Chair, Bahauddin Zakariya University Multan
Email: idreeslodhi@bzu.edu.pk
Dr. Muhammad Zubair Sheikh (Corresponding Author)
Lecturer Islamiat, Government Graduate College Jahanian, Khanewal
Email: irszubairsheikh@gmail.com

Abstract :

Orientalist scholarship on Islamic sources has significantly influenced modern academic discourse about Islam, the Qur'an, Hadith, and Sīrah. This article critically examines the major objections raised by selected Orientalists regarding the authenticity and reliability of primary Islamic sources. It analyzes their views on the compilation of the Qur'an, the authority of Hadith literature, and the personality and life of the Prophet Muhammad (PBUH). The study evaluates the arguments of prominent Orientalists such as Theodor Nöldeke, Arthur Jeffery, Ignaz Goldziher, Joseph Schacht, and William Muir in the light of Qur'anic teachings, classical Islamic scholarship, historical evidence, and rational analysis. The article argues that many Orientalist interpretations were shaped by theological prejudice, colonial interests, and methodological bias. It concludes that balanced and objective scholarly engagement is essential for understanding Islamic sources accurately and for responding effectively to misconceptions propagated in Orientalist discourse.

Keywords:

Orientalism; Islamic Sources; Qur'an; Hadith; Orientalist Criticism.

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تمہید و تعارف:

زیر نظر تحقیقی مضمون میں اسلامی مصادر پر چند منتخب مستشرقین نے فکری اور عملی لحاظ سے جو اعتراضات اور شکوک و شبہات بیان کیے ہیں ان کی تنقیدات پر عملی تنقید کی گئی ہے اور اس حوالے سے مستشرقین کی تحقیقات پر تحقیق کی اہمیت کو عملی تحقیقی عقلی تاریخی لحاظ سے بیان کیا گیا ہے ان کی تنقیدات اسلامی مصادر کے اساسی ماخذات کتاب و سنت اور سیرت رسول ﷺ پر ہے اور ظاہر ہے کہ جب کسی مصادر کی اساس کو ہی مشکوک اور غیر علمی قرار دیا جائے تو وہ نظام حیات اپنا علمی مقام اخلاقی جواز اور تحقیقی استناد کھو بیٹھتا ہے۔ دنیا کی نظر سے اس نظام حیات کی وقعت اور ان مصادر کے ماننے والوں کے دل سے اس کا یقین اور قدر و قیمت ختم ہو جاتی ہے چنانچہ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ان کی قومی تہذیب کا خاتمہ دراصل قوم کے خاتمے کی ایک صورت ہے۔ کتاب و سنت، سیرت رسول اور اسلامی اقدار کے بعض عنوانات پر استشراقی گروہ کی تحقیقات پر مزید غیر جانب دارانہ اور منصفانہ شفاف غیر متعصب تحقیق کی ضرورت اس مضمون سے اجاگر ہوتی ہے۔

تحریک استشراق، تعریف، پس منظر اور مقاصد:

موجودہ یورپ میں احیائے علوم اور نشاۃ ثانیہ (Enlightenment and Renaissance) کے عمل سے یورپ میں ماہرین علوم نے اسلامی تہذیب قرآن و سنت اور سیرت رسول کے موضوعات پر جو اعتراضات سوالات اور شکوک و شبہات "تحقیقی نتائج و حقائق" کے نام سے دنیا میں ان کو پھیلایا اور اس عمل کو ایک Intellectual War کا رنگ دیا۔ اس گروہ کو مستشرقین کہا جاتا ہے اور ان کی اس کاوش کو تحریک استشراق کا نام دیا جاتا ہے۔ استشراق کا لفظ باب استفعال کے وزن پر ہے طلب اور توجہ کا مفہوم اس میں پایا جاتا ہے اسے شرق شناسی بھی کہا جاتا ہے انگریزی میں اس کو Orientalism کہا جاتا ہے۔ Orient کا لفظ لاطینی سے انگریزی میں آ داخل ہوا، اس کا معنی سیکھنا اور سیکھانا ہے۔ مالک بن نبی کے مطابق:

تعنی بالمستشرقین الکتاب الغربین الذین یکتبون عن الفکر الإسلامی وعن الحضارة الإسلامیة[1]۔

مستشرقین سے مراد ایسے مولفین ہیں جو اسلامی فکر و تہذیب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

فاروق عمر فوزی کے مطابق:

علم یدرس لغات شعوب الشرق وتراثهم وحضارتهم ومجتمعاتهم وما ضیهم وحاضرهم[2]۔

استشراق وہ علم ہے جو مشرقی زبانوں اس کی علمی وراثت تہذیب سماج اور اس کے ماضی حال کے بارے میں لکھتا پڑھتا ہے۔

نجیب عتیقی کے مطابق:

تحریک استشراق کا آغاز ان عیسائی راہبوں کے زمانے سے ہوا جنہوں نے مشرقی علوم خصوصاً اسلامی علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے اندلس کا سفر کی اس حوالے سے مشہور مستشرق کا نام جربٹ آف اُورے لیک Gerbert of Aurillac ہے جو 946ء میں پیدا ہوا 1003ء میں وفات پائی۔ ریمنڈ مارٹن Raymond Martin (1230-1284ء) نام بھی لیا جاتا ہے اس نے مسلم علماء سے علم حاصل کیا اور Dagger of the true religion کے نام سے کتاب لکھی[3]۔

تحریک استشراق کا مقصد مسلمانوں میں عیسائیت کو فروغ دینا اسلامی تعلیمات کو مشکوک قرار دینا اسلامی غلبہ کے خوف کی وجہ سے مسلمانوں کوان کے مذہب کی اصلاح کی طرف راغب کرنا مسلمانوں پر اپنی سیاسی علمی تہذیبی برتری قائم کرنا۔قرآن سنت سیرت اسلامی تاریخ کو مشکوک قرار دینااور مختصر یہ قرآن حکیم جو اسلامی طرز حیات کا مرکز و محور ہے اس کے بارے میں یہ مغالطہ پھیلانا جیسا کہ مشہور مستشرقJohn Takle نے کہا تھا:

To destroy the power of Islam, we must use the Koran itself against Islam. We must show that what is true in the Koran is not new, and what is newin the Koran is not true[4]

مسلم قوت کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خود قرآن کو اسلام کے خلاف استعمال کیاجائے اور یہ بات عام کی جائے کہ قرآن حکیم میں جو بات درست ہے وہ جدید دور کے مطابق نہیں اور جو جدید دور کے مطابق ہے وہ درست نہیں۔

اسماعیل علی محمد کے مطابق:

تمهيد السبيل أمام الاستعمار الغربي للسيطرة على شعوب العالم الإسلامي، وذلك بدراسة أحوال هذه الشعوب من حيث نقاط القوة والضعف فيها، ليتسنى للمستعمر أن ينفذ من خلالها، ويحكم قبضته عليها ---- دراسة أحوال البلاد الإسلامية من لغة وعادات وعقائد وأخلاق وموارد طبيعية، ليسهل على دولهم استعمارها واستيلاء على مقدراها[5]۔

تحریک استشراق ایک مقصد اور محرک یہ تھا کہ مسلم علاقوں کو فتح کرنے سے پہلے اسلامی بنیادی مصادر (کتاب وسنت و سیرت) سے متعلق بھرپور معلومات حاصل کی جائیں پھران کی مخالفت پر کتابیں لکھی جائیں اس طرح یہ فتوحات آسان ہو جائیں گی۔

قرآن حکیم پر اعتراضات:

قرآن حکیم اسلامی طرز حیات اور اسلامی تصور حیات کا بنیادی ماخذ اس کی اساس اور مرکز و محور ہے اس پر کسی بھی قسم کا اعتراض بل واسطہ یابلا واسطہ دراصل اسلام پر ہی اعتراض وارد کرتا ہے۔ چنانچہ مستشرقین نے قرآن حکیم پر اعتراضات کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ تھیڈونولڈیکےTheodor Noldeke(1836-1930ء)یہ مشہور جرمن مستشرق ہے1856ء میں اس نے تاریخ قرآن پر پی ایچ ڈی کی۔1860ء میں اس کا مقالہ انگریزی زبان میںThe History of Quranکے نام سے شائع ہوا وہ قرآن کو منتشر خیالات اور غیر ضروری بے جا طویل کتاب قرار دیتا ہے[6]۔

قرآن حکیم کو بے جا طوالت اور منتشر الفاظ پر مبنی کتاب قرار دینے کا منطقی اور عملی لحاظ سے خود بخود یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اسلامی تصور حیات بھی منتشر اقدار کا مجموعہ ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ مستشرقین کی اس الزام تراشی کی محکم علمی تردید اس وقت کی جاسکتی ہے جب ان کی تحقیقات کا اعلیٰ علمی پیمانے پر تنقیدی جائزہ پیش کیا جائے اور ان کے اعتراضات اور شکوک شبہات ان کے مذہبی لٹریچر کے نکتہ نظر سے دنیا کے سامنے اس کو لایا جائے اور پھر انسانیت کے اجتماعی ضمیر اور مستقبل کے مورخ پر اس کا فیصلہ چھوڑ دیا جائے۔اس حوالے سے قرآن میں رہنمائی موجود ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ ٱلَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ ٱللَّهَ حَرَّمَ هَٰذَا ۖ فَإِن شَهِدُواْ فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ ٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْءَاخِرَةِ وَهُم بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ [7]

«کہو کہ اپنے گواہوں کو لاؤ جو بتائیں کہ خدا نے یہ چیزیں حرام کی ہیں پھر اگر وہ (آکر) گواہی دیں تو تم ان کے ساتھ گواہی نہ دینا اور نہ ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرنا جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور (بتوں کو) اپنے پروردگار کے برابر ٹھہراتے ہیں»

جارج سیل George Sale(1697-1736ء) قرآن حکیم کو حضور ﷺ کا ذاتی کلام قرار دیتا ہے اس اعتراض سے یہ شک پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ قرآن حکیم آفاقی اسلامی کتاب نہیں بلکہ ساتویں صدی کی علاقائی پس ماندہ عربی تہذیب کی نمائندہ کتاب ہے جس کا مسلمانوں کے ساتھ تعلق نہایت کمزور اور غیر علمی غیر عقلی ہے اس کے الفاظ ہیں:

Muhammad was really the author and chief contriver of the Koran is beyond dispute, though it be highly probable that he had no small assistance in his design from others, as his countryman failed not to object to him[8].

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ محمد ﷺ قرآن کے مصنف اور اس کی منصوبہ سازی کرنے والے تھے اور اس امر کا بھی قوی امکان ہے کہ انہوں کچھ غیر معمولی افراد سے مدد لی ہو گی جیسا کہ ان کے ہم عصر دشمن ان پر اعتراض کرتے تھے۔

یہ ایک ایسا صریح اور بے بنیاد اعتراض تھا جو قریش مکہ میں بھی حضور ﷺ پر کیا تھا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُۥ بَشَرٌ ۗ لِّسَانُ ٱلَّذِى يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِىٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِىٌّ مُّبِينٌ [9]

«اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے۔ مگر جس کی طرف (تعلیم کی) نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے»

وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ إِفْكٌ ٱفْتَرَىٰهُ وَأَعَانَهُۥ عَلَيْهِ قَوْمٌ ءَاخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَآءُو ظُلْمًا وَزُورًا وَقَالُوٓاْ أَسَٰطِيرُ ٱلْأَوَّلِينَ ٱكْتَتَبَهَا فَهِىَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا قُلْ أَنزَلَهُ ٱلَّذِى يَعْلَمُ ٱلسِّرَّ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا [10]

«اور کافر کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) من گھڑت باتیں ہی جو اس (مدعی رسالت) نے بنالی ہیں۔ اور لوگوں نے اس میں اس کی مدد کی ہے۔ یہ لوگ (ایسا کہنے سے) ظلم اور جھوٹ پر (اُتر) آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں جس کو اس نے لکھ رکھا ہے اور وہ صبح وشام اس کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں کہہ دو کہ اُس نے اُس کو اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے»

ایک اور مستشرق آرتھر جیفری Arthur Jeffery(1892-1959) کنیڈین نژاد آسٹریلیا سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی مشہور کتاب Materials for the History of the text of the Quran اور دوسری کتاب The Foreign

Vocabulary of the Quran ہے۔وہ قرآن حکیم کو توریت اور زبور سے ماخوذ مانتا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآن حضور ﷺ کی زندگی میں مکمل طور پر نہیں لکھا گیا اس کے الفاظ ہیں:

To begin with it is quite certain that when the Prophet died there was no collected, collated, arranged body of material of his revelations. What we have is what could be gathered together somewhat later by the leaders of the community when they began to feel the need of a collection of the Prophet's proclamations and by that time much of it was lost, and other portions could only be recorded in fragmentary form. There is a quite definite and early Tradition found in several sources which says. The Prophet of Allah was taken before any collection of the Quran had been made11.

سب سے پہلے تو یہ بات بالکل یقینی ہے کہ جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوئی تو ان کی وحی کا کوئی جمع شدہ، موازنہ کیا ہوا یا ترتیب یافتہ مجموعہ موجود نہیں تھا۔ جو کچھ ہمارے پاس (آج) موجود ہے یہ وہ مواد ہے جسے بعد میں صحابہ کرام نے اس وقت اکٹھا کیا جب انہیں پیغمبر کے اعلانات کے مجموعے کی ضرورت محسوس ہونا شروع ہوئی، اور اس وقت تک اس کا بہت سا حصہ ضائع ہو چکا تھا، اور دیگر حصے صرف منتشر (ٹکڑوں کی) صورت میں ہی ریکارڈ کیے جا سکے۔ کئی ذرائع میں ایک بالکل واضح اور ابتدائی روایت ملتی ہے جو کہتی ہے: 'اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس وقت اٹھا لیا گیا (وفات پا گئے) اس سے پہلے کہ قرآن کا کوئی مجموعہ تیار کیا گیا ہوتا'۔

مصادر اسلام کے اولین ماخذ قرآن حکیم سے متعلق یہ بیان اسلامی طرز حیات کے مستند ہونے پر بھی اعتراض وارد کرتا ہے ظاہر ہے کہ ایسے اعتراضات کی وجہ تعصب اور عناد ہے جیسا کہ قرآن حکیم ہماری رہنمائی کرتا ہے تحریک استشراق کے مقاصد اور محرکات کی پہچان بن چکا ہے۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

وَلَن تَرۡضَىٰ عَنكَ ٱلۡيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَـٰرَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡۗ قُلۡ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلۡهُدَىٰۗ وَلَئِنِ ٱتَّبَعۡتَ أَهۡوَآءَهُم بَعۡدَ ٱلَّذِي جَآءَكَ مِنَ ٱلۡعِلۡمِ مَا لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ [12] «اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلوگے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار»

اس آیت مبارکہ میں عہد نبوی کے مستشرقین (یہود و نصاریٰ) کی اسلام دشمنی کے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کسی بھی دور میں ان لوگوں کی فکری اور عملی پیروی مسلمانوں کے لئے دنیا میں گمراہی اور آخرت میں رسوائی کا سبب ہوگی۔ اس حکم سے خود بخود یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کو ہر دور میں اخلاقی مادی علمی تحقیقی غرض تمام شعبہ ہائے حیات میں خود کو اس قدر مضبوط بلند مستحکم بنانا ہے کہ وہ کبھی بھی کسی میدان میں بھی یہود و نصاریٰ کے محتاج اور مقروض نہ ہوں کیونکہ جو قوم اغیار کی محتاج و مقروض ہوتی ہے اغیار اس کو عزت نفس خودداری خود مختاری سے محروم کر کے اپنا تسلط قائم کرتے ہیں اور ان کے نظام حیات کو نابود کر دیتے ہیں یا متنازعہ بنا دیتے ہیں

قرآن حکیم کی اس آیت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مسلمان فی زمانہ ادبار و زوال کا شکار ہیں اور اس زوال سے نجات کی واحد شکل مسالک اور گروہ بندی سے نکل کر جسد واحد اور اُمت واحدہ بن جانے میں ہے۔

حدیث شریف پر اعتراضات:

اسلامی فکر کو قرآن حکیم میں محفوظ اور حدیث مبارکہ میں آشکار کیا گیا گویا حدیث و سنت قرآن حکیم کی عملی شکل اور اسلامی طرز حیات کا متحرک اور کامل نمونہ ہے۔ مستشرقین نے علم و تحقیق کے نام پر حدیث و سنت کی صحت اور ان کے پایہ استناد پر قرآن حکیم جیسے ہی غیر علمی غیر منصفانہ اعتراضات اجاگر کیے ہیں تاکہ اسلام کے ان دو بنیادی ماخذات کو مشکوک قرار دیا جائے اور اس طرح اسلامی نظام حیات کے بارے میں جو رہنمائی حدیث شریف سے ملتی ہے اس کی صحت پر بھی سوالیہ نشان از خود رقم ہو جائیں گے۔ اس حوالے سے Ignac Goldziher(1850-1921ء) جو یہودی جرمن مستشرق تھا اس نے صحت حدیث پر شکوک شبہات پیدا کرنے میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس کے نزدیک احادیث پیغمبر اسلام کے ارشادات نہیں بلکہ یہ وہ چیزیں ہیں جسے حضور ﷺ کے بعد مسلمانوں نے اپنے رسوم و رواج کو مذہبی تحفظ دینے کے لئے حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ وہ احادیث کو مسلم سوسائٹی کے ارتقاء کی پیداوار قرار دیتا ہے اور لکھتا ہے:

The hadith will not serve as a document of the infancy of Islam, but rather as a reflection of the tendencies which appeared in the community during the more mature stages of its development[13].

احادیث اسلام کے ابتدائی دور کی دستاویز نہیں بلکہ یہ مسلم معاشرے کے ارتقاء کے پختہ مراحل اور اس کے رجحانات سے متعلق ہے۔
حدیث مبارکہ اسلامی تصور حیات کی جملہ اقدار اور عناصر کی ضامن ہے حدیث کے بغیر حقیقی اسلامی تہذیب کا تصور محال ہے اسلامی نکاح طلاق وراثت اخوت رواداری اخلاقی اقدار تہذیبی عناصر سماجی ہم آہنگی اور بہت سی مذہبی اور سماجی تعلیمات حدیث سے ہی ماخوذ ہیں جب حدیث کے بارے میں گولڈ زیہر جیسے بے بنیاد اور غیر علمی اعتراضات دنیا میں عام کیے جائیں گے تو اسلامی طرز حیات کی حقانیت اس کی افادیت صداقت اہمیت اور دینی حیثیت سب کچھ مشکوک ہو جائے گا اور یہ شکوک و شبہات اسلامی تصور حیات کے خاتمے کی ایک سیڑھی بن جائیں گے چنانچہ حدیث پر اعتراضات صرف حدیث پر نہیں رہیں گے بلکہ اسلامی نظام حیات کی رگ و پے سے اس کی اصل اسلامی روح کو ختم کر دیں گے اور مسلم سماج ایک شجر بے بنیاد بن جائے گا یہی مستشرقین چاہتے ہیں اسی لئے وہ یہ اعتراضات کرتے ہیں۔
جوزف شاخت Josef Schacht(1902-1969ء) جرمن میں پیدا ہوا برطانیہ سے تعلیم حاصل کی۔ حدیث کے متعلق اس نے Common Link Theory کا تصور پیش کیا یہ گولڈ زیہر سے متاثر تھا اس نے اپنی کتاب Origins of Muhammadan Jurisprudence میں فقہ و حدیث کے متعلق اپنے نظریات بیان کیے ظاہر ہے کہ فقہ اسلامی اسلامی تہذیب کے قانونی اقدار اور لوازمات پر ہی مشتمل ہے۔ یہ کتاب 1950ء میں شائع ہوئی اور وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ احادیث کو اسلامی ماخذ تسلیم کرنے کا رحجان امام شافعی (م 205ھ) کے عہد میں پیدا ہو۔ یہ احادیث امام شافعی اور امام مالک کے عہد میں گھڑی گئیں اس کے الفاظ ہیں:

The aim of Part II is to show that a considerable number of legal traditions, which appear in the classical collections, originated after Malik and Shafi[14].

مستشرقین اسلامی نظام حیات میں تصور شرف انسانیت کو بھی مجروح کرتے ہیں اور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں انسانی شرف اور عظمت کی بجائے زبردستی اور جبر کا پہلو پایا جاتا ہے۔ ریمنڈ ابراہیم Raymand Ibrahim ایک مستشرق ہے وہ اسلام کو عدم برداشت کا دین قرار دیتا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اس کے الفاظ ہیں:

The Ulema were initially baffled as to which verses to codify into the sharia worldview the one that states there is no coercion in religion, or the ones that command believers to fight all non-Muslim till either convert, or at least submit to Islam[15].

علماء ابتدا میں اس حوالے سے الجھن کا شکار تھے کہ شریعت کے عالمی بیانیے (Sharia Worldview) کی تدوین کے لیے کن آیات کو بنیاد بنایا جائے؛ آیا ان آیات کو جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ 'دین میں کوئی زبردستی نہیں'، یا پھر ان آیات کو جن میں اہل ایمان کو تمام غیر مسلموں کے خلاف اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ اسلام قبول نہ کر لیں یا کم از کم مغلوب (محکوم) نہ ہو جائیں۔

یہ اعتراض بڑا سطحی اور بے بصیرتی پر مبنی ہے اس میں دعوت دین اور جہاد فی سبیل اللہ کو گڈ مڈ کیا گیا ہے دعوت دین میں کوئی جبر نہیں جب کہ جہاد فی سبیل اللہ اس وقت کیا جاتا ہے جب دعوت دین کے پرامن راستے سب بند کر دیے جائیں اس وقت دعوت کی بجائے پوری طاقت سے سماج کی ظالم قوتوں سے مظلوموں کو نجات دلوانے کے لئے جہاد کا عمل کیا جاتا ہے جیسے مریض کی جان بچانے کے لئے سرجری ضروری ہوتی ہے اس طرح سماج کے مظلوم طبقات کے تحفظ کے لئے جہاد ضروری ہوتا ہے چنانچہ مریض کی حالت اور مرض کی شدت کے پیش نظر جس طرح دوا پرہیز اور سرجری ضروری ہے اس طرح انسانی سماج کی ترقی خاتمہ ظلم اور قیام عدل کے لئے دعوت اور جہاد دونوں اپنے وقت پر حکیمانہ طریقہ سے ضروری ہیں جس طرح درج بالا طبی مراحل میں تضاد نہیں اس طرح اسلامی تصور دعوت اور تصور جہاد میں بھی کوئی تضاد نہیں۔ اس حقیقت کو معروف مستشرق ٹامس کارلائل (1795-1881ء) اپنی کتاب On Heroes, Hero worship and the Heroic in History میں بیان کرتا ہے:

The sword indeed: but where will you get your sword! Every new opinion, at its starting, is precisely in a minority of one. In one man's head alone, there it dwells as yet. One man alone of the whole world believes it; there is one man against all men. That he take a sword, and try to propagate with that, will do little for him. You must first get your sword! On the whole, a thing will propagate itself as it can[16].

اسلام کی اشاعت میں تلوار کا عمل دخل قطعاً جھوٹ ہے یہ بات عقل کے خلاف ہے کہ جو شخص (محمد ﷺ) اپنی دعوت کے بالکل آغاز میں تنہا ہو اور اکیلا پوری قوم اور جماعت کے خلاف تلوار لے کر کیسے کھڑا ہو سکتا ہے اور ایک تنہا آدمی تلوار کے زور سے خود کو کیسے منوا سکتا ہے۔

سیرت النبویہ پر اعتراضات:

سیرت النبی ﷺ جسد اسلامی کی وہ پاکیزہ روح ہے کہ اگر ایک لمحہ کے لئے اسلام کو سیرت سے جدا کر دیا جائے تو حقیقی اسلام کا تصور بھی ختم ہو جائے۔ سیرت کے بغیر اسلام بے معنی اور اسلام کے بغیر سیرت کا تصور محال ہے لیکن مستشرقین سیرت رسول ﷺ پر بھی بے جا عناد کی وجہ سے غیر اخلاقی غیر علمی اعتراضات وارد کرتے ہیں اس کی بنیادی وجہ ایک فرانسیسی مستشرق کارادوو Carra de vaux بیان کرتا ہے لکھتا ہے:

For a long time in the West, Mohammed was represented in the most unfavorable light. Legends were invented about him, and he was held responsible for all the evils that the imagination of the people could conceive. He was the subject of the most absurd and legendary tales[17].

ایک طویل عرصے تک مغرب میں محمد (ﷺ) کی تصویر کشی انتہائی نامناسب اور منفی انداز میں کی گئی۔ ان کے بارے میں من گھڑت کہانیاں ایجاد کی گئیں، اور انہیں ان تمام برائیوں کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا جن کا تصور لوگوں کا وہم و گمان کر سکتا تھا۔ وہ (ﷺ) انتہائی لغو اور افسانوی قصوں کا موضوع بنے رہے۔

اس بنیادی غیر علمی اور تعصب پر مبنی طرز عمل نے مستشرقین کو سیرت رسول ﷺ کے حوالے سے تلاش حق سے محروم رکھا بے سند بے عقل بے اصل باتوں کی طرف راغب کیا۔ مستشرقین کے ہاں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ جرمن مستشرق گستاوویل Gustav Weil(م1889ء)اپنی جرمن کتاب Geschichte der Islamitischen Völker میں جو لکھتا ہے اس انگریزی ترجمہ ایس خدابخش نے کیا وہ لکھتے ہیں:

However that may be, there is no doubt that he had frequent recourse to all sorts of fraud and imposture to secure his purpose; calling into his service that angel Gabriel to reveal things which he could not himself believe[18].

معاملہ جو کچھ بھی ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہر طرح کے دھوکے اور فریب کا بارہا سہارا لیا؛ اور ان چیزوں کی وحی کے لیے جبرائیل نامی فرشتے کو اپنی خدمت پر مامور کیا جن پر وہ خود بھی یقین نہیں رکھ سکتا تھا۔

یہ علمی خیانت اور غیر اخلاقی اسلوب مستشرقین کو اسلام دشمنی اور سیرت رسول ﷺ کے متعلق دروغ گوئی کی آخری حد تک لے جاتا ہے جس کی ایک اور نہایت افسوس ناک مثال ولیم میور William Miur(م1905ء) کے ہاں ملتی ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی تعدد ازدواج کے متعلق لکھتا ہے:

Mahomet weakness for the sex seemed only to grow with age, and the attraction of his increasing harem were insufficient to prevent his passion from wandering beyond its ample limits[19].

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ محمد ﷺ کی مردانہ کمزوری بڑھتی ہی گئی۔ شادیوں کی مقررہ حد بھی انہیں حرم میں اضافے کی خواہش پوری کرنے سے باز نہ رکھ سکی۔

مسلم مصنفین کا قلمی جہاد:

مستشرقین کے سیرت النبی ﷺ پر غیر تحقیقی غیر علمی اعتراضات کو سمجھنے ان کا جواب دینے اور حقیقت حال کو پورے دلائل اور علم کی روشنی میں پیش کرنے کے لئے مسلم اہل علم نے ہر دور میں عظیم الشان علمی اور تحقیقی کام کیا اعلیٰ پائے کی بلند ترین اسلوب پر مبنی کتابیں لکھی تحقیقی مضامین لکھے اردو زبان میں ماضی قریب میں پیر کرم شاہ الازہری (م 1998ء) کی کتاب ضیاء النبی ﷺ کی ساتویں جلد اس کی روشن مثال ہے۔ سیرت رسول ﷺ سے متعلق مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور شکوک شبہات کے ازالہ کے لئے مذکورہ کتاب سے چند اقتباسات درج کیے جاتے ہیں:

سیاسی مصالحت:

نبی کریم ﷺ ریاست مدینہ کے سربراہ تھے عربوں کی مخالفت اور سیاسی تنازعات کو ختم کرنے یا کم کرنے اور اسلامی ریاست کو مضبوط کرنے کے لئے آپ نے متعدد نکاح کیے اس کی اجازت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی تھی قرآن حکیم میں حکم ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّآ أَحۡلَلۡنَا لَكَ أَزۡوَٰجَكَ ٱلَّـٰتِيٓ ءَاتَيۡتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتۡ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَيۡكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّـٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَـٰلَـٰتِكَ ٱلَّـٰتِي هَاجَرۡنَ مَعَكَ وَٱمۡرَأَةً مُّؤۡمِنَةً إِن وَهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنۡ أَرَادَ ٱلنَّبِيُّ أَن يَسۡتَنكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَۗ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيٓ أَزۡوَٰجِهِمۡ وَمَا مَلَكَتۡ أَيۡمَـٰنُهُمۡ لِكَيۡلَا يَكُونَ عَلَيۡكَ حَرَجٞۗ وَكَانَ ٱللَّهُ غَفُورٗا رَّحِيمٗا [20]

«اے پیغمبر ہم نے تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کو تم نے ان کے مہر دے دیئے ہیں حلال کر دی ہیں اور تمہاری لونڈیاں جو خدا نے تم کو (کفار سے بطور مال غنیمت) دلوائی ہیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جو تمہارے ساتھ وطن چھوڑ کر آئی ہیں (سب حلال ہیں) اور کوئی مومن عورت اگر اپنے تئیں پیغمبر کو بخش دے (یعنی مہر لینے کے بغیر نکاح میں آنا چاہے) بشرطیکہ پیغمبر بھی ان سے نکاح کرنا چاہیں (وہ بھی حلال ہے لیکن) یہ اجازت (اے محمد ﷺ) خاص تم ہی کو ہے سب مسلمانوں کو نہیں۔ ہم نے ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جو (مہر واجب الادا) مقرر کر دیا ہے ہم کو معلوم ہے اس لئے (کیا گیا ہے) کہ تم پر کسی طرح کی تنگی نہ رہے۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے»

پیر کرم شاہ صاحب لکھتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کے اکثر نکاح سیاسی مصلحتوں کے تحت تھے، جن کا مقصد مختلف قبائل کو اسلام کے پرچم تلے متحد کرنا تھا۔ بااثر خاندانوں میں شادی کر کے آپ ﷺ نے ایسے مضبوط تعلقات استوار کیے جنہوں نے سابقہ دشمنوں کو وفادار حلیفوں میں بدل دیا، جو کہ ساتویں صدی کے عربی سماجی ڈھانچے میں ایک عام رواج تھا[21]۔

کفالت یتامیٰ وتحفظ بیوگان:

حضور ﷺ کے متعدد نکاحوں کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ غزوات میں شہید ہونے والے مردوں کے یتیم بچوں اور ان کی بیواؤں کی کفالت تحفظ اور ان کے سماجی مقام کو بلند کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ پیر صاحب نے لکھا:

مستشرقین کی جانب سے شادیوں کی تعداد پر توجہ اکثر انسانی پہلو کو نظرانداز کر دیتی ہے۔ ان میں سے بہت سے نکاح شہید صحابہ کی بیواؤں کے ساتھ تھے، جن کا مقصد انہیں ایک ایسے معاشرے میں سماجی تحفظ اور عزت فراہم کرنا تھا جہاں ایسی خواتین کو بے یار و مددگار اور کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا جاتا تھا[22]۔

رسم متبنیٰ سے نجات:

عرب سماج میں منہ بولے بیٹے کے قانونی حقوق حقیقی بیٹے کے برابر ہوتے تھے یہ جاہلی رسم تھی قرآن حکیم نے اس کی مذمت کی اور سماج میں متبنیٰ کے صحیح مقام و مرتبہ کا تعین کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَّا جَعَلَ ٱللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِۦ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَٰجَكُمُ ٱلَّٰٓـِٔى تُظَٰهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَآءَكُمْ أَبْنَآءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَٰهِكُمْ ۖ وَٱللَّهُ يَقُولُ ٱلْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى ٱلسَّبِيلَ [23]

«خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے۔ اور نہ تمہاری عورتوں کو جن کو تم ماں کہہ بیٹھتے ہو تمہاری ماں بنایا اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ اور خدا تو سچی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ دکھاتا ہے»

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں جب آپ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو حضرت زید بن حارثہ آپ کے منہ بولے بیٹے تو ہو سکتے ہیں لیکن حقیقی بیٹے نہیں ہو سکتے جب وہ حقیقی بیٹے نہیں تو ان کی مطلقہ بی بی زینب بنت جحش حضور ﷺ کی بہو نہیں جب از روئے قرآن بی بی زینب حضور ﷺ کی بہو نہیں بلکہ پھوپھی زاد ہیں تو ان کے ساتھ نکاح جائز تھا چنانچہ مستشرقین کے الزامات حقیقت سے برعکس ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا[24]

«محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے»

چنانچہ پیر کرام شاہ الازہری اس حوالے سے لکھتے ہیں:

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کا خاص مقصد زمانہ جاہلیت کی منہ بولے بیٹے (تبنیت) کی رسم کا خاتمہ تھا۔ اس نے ایک عملی ثبوت کے طور پر کام کیا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی اولاد نہیں ہوتا، یوں ذاتی مثال کے ذریعے اسلامی شریعت میں ایک نیا قانونی نمونہ قائم ہوا[25]۔

نبی ﷺ کا خاندانی اور حقیقی نکاح صرف ایک تھا جو بی بی خدیجہ کے ساتھ ہوا اور ماریہ قبطیہؓ کے علاوہ باقی تمام آپ کی اولادیں بی بی خدیجہ سے ہی پیدا ہوئیں اور حضرت خدیجہ کی حیات میں حضور ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں فرمایا آپ کے بعد آپ کے نکاح سیاسی عسکری اور دعوتی نوعیت کے ہیں جس سے تبلیغ اسلام کو فروغ حاصل ہوا ریاست مدینہ مستحکم ہوئی اسلامی سماج اور تہذیب کی مضبوط اساس قائم ہوئی اور نکاح کے ضمن میں بیویوں سے حسن سلوک اور ان کے حقوق کے بارے میں امت کو مستقل رہنمائی ملی اس کے علاوہ بھی حضور ﷺ کی تعداد ازواج میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں موجود ہیں ان کو جاننے کے لئے کتب سیرت کی طرف رجوع کیا جائے یہ مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ کہ اسلام قرآن پیغمبر اسلام اور تاریخ اسلام سے متعلق مستشرقین کی معاندانہ تحقیقات پر مزید شفاف تحقیقات کی ضرورت ہے تاکہ ان کے بے جا الزامات اور غیر علمی اعتراضات اور مبنی بر دروغ شکوک شبہات کا ازالہ ہو دین اسلام اور پیغمبر اسلام کی صحیح پوزیشن تاریخی شواہد اور علمی دلائل کے ساتھ واضح ہوتی رہے۔ مستشرقین کے اعتراضات کی اصل روح عہد رسالت کے یہود و نصاریٰ کے اعتراضات کا ہی تسلسل ہے جو قرآن حکیم میں بیان کیے گئے اور ان کے جوابات دیے گئے تاہم علمی ترقی اور عالمگیریت کے موجودہ دور میں مستشرقین کے اعتراضات کا نئے مسلم علم الکلام کا محکم استدلال کے ساتھ جائزہ لے کر اسلام پیغمبر اسلام اور قرآن حکیم کے متعلق اصل بنیادی اور سچے حقائق سے دنیا کو آگاہ کرنا وقت کی ضرورت اور اہل علم کا فرض ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں اہل علم یہ کام کرتے رہے ہیں آج کے اہل علم کو اس حوالے سے اپنے حصے کا کام کرنا چاہیے۔

---

[1] Malik bin Nabī (d. 1973 CE), Intāj al-Mustashriqīn wa Atharuhū fī al-Fikr al-Islāmī al-Hadīth (Beirut: Dār Irshād, 1969 CE), 5.

[2] Fawzī, Fārūq ʻUmar (d. 2024 CE), al-Istishrāq wa al-Tārīkh al-Islāmī (Amman: al-Ahliyyah lil-Nashr wa al-Tawzīʻ, 1998 CE), 30.

[3]ʻ Atīqī, Najīb, al-Mustashriqūn (Egypt: Dār al-Maʻārif, 1964 CE), 1:110.

[4] Takle, John (d. 1942 CE), The Care of the Soul (London: Church Missionary Society, 1916), 241.

[5] Muḥammad, Ismāʻīl ʻAlī, al-Istishrāq Bayna al-Ḥaqīqah wa al-Taḍlīl (Cairo: Dār al-Kalimah lil-Nashr wa al-Tawzīʻ, 2013 CE), 56-57.

[6] Tafṣīl ke liye mulāḥazah hōn Dr. ʻUmar bin Ibrāhīm Riḍwān kī kitāb Ārā’ al-Mustashriqīn Ḥawla al-Qur’ān al-Karīm wa Tafsīruhū (Riyadh: Dār Ṭayyibah, Saudi Arabia, 1992 CE), 1:186-190.

[7] Al-Qur’ān, 6:150.

[8] George Sale, The Koran: Commonly Called the Alkoran of Muhammad (London & New York: F. Warne, 1890), 50.

[9] Al-Qur’ān, 16:103.

[10] Al-Qur’ān, 25:4-6.

[11] Arthur Jeffery, Materials for the History of the Text of the Quran: The Old Codices (UK: E.J. Brill, 1937), 5.

[12] Al-Qur’ān, 20:120.

[13] Ignaz Goldziher, Muslim Studies, trans. C.R. Barber and S.M. Stern (Chicago: IL Aldine Publishing, 1973), 2:18.

[14] Joseph Schacht, The Origins of Muhammadan Jurisprudence (London: Oxford University Press, 1967), 138.

[15]Raymond Ibrahim, “Islamic Jihad and the Doctrine of Abrogation,” Frontpage Mag, March 5, 2014, 1.

[16] Thomas Carlyle, On Heroes, Hero-Worship, and the Heroic in History (London: James Fraser, 1841), 101.

[17] Bernard Carra de Vaux, Mahomet (Paris: Les Éditions Rieder, 1934), 11-12.

[18] Weil, Gustav, A History of the Islamic Peoples, trans. S. Khuda Bukhsh (Calcutta: University of Calcutta, 1914).

[19] Muir, Sir William, Mahomet and Islam: A Sketch of the Prophet's Life from Original Sources and a Brief Outline of His Religion (London: Religious Tract Society, 1887), 140.

[20] Al-Qur'ān, 33:50.

[21] Muḥammad Karam Shāh al-Azharī (d. 1998 CE), Ḍiyā' al-Nabī, vol. 7 (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, 2000 CE), 215.

[22] Īḍan, 220.

[23] Al-Qur'ān, 33:4.

[24] Al-Qur'ān, 33:40.

[25] Muḥammad Karam Shāh al-Azharī (d. 1998 CE), Ḍiyā' al-Nabī, vol. 7 (Lahore: Ḍiyā' al-Qur'ān Publications, 2000 CE), 234.